Phone : 72813
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT MULTAN

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

سالِ اشاعت: ۲ سلسلہ اشاعت: ۹

صفر المظفر: سنہ ۱۴۱۰ھ — ستمبر: سنہ ۱۹۸۹ء

سرپرستِ اکابر:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ — مولانا محمد عبداللہ مدظلہٗ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہٗ — مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہٗ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ — مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہٗ

رفقائے فکر

سید عطاء المحسن بخاری — سید محمد ارشد بخاری
سید عطاء المؤمن بخاری — سید خالد مسعود گیلانی
سید عطاء المہیمن بخاری — عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا
سید محمد کفیل بخاری — عمر فاروق ملر ○ محمود شاھد
سید عبدالکبیر بخاری — قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار
سید محمد ذوالکفل بخاری

زرِ معاونت اندرونِ ملک، بیرونِ ملک

فی پرچہ : ۵/۰۰ روپے
زرِ سالانہ : ۵۰/۰۰ روپے

سعودی عرب، عرب امارات
مسقط، بحرین، عراق، ایران
مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا

امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ
ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا
جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ

سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

دارِ بنی ہاشم ○ مہربان کالونی ○ ملتان

آئینہ

صفحہ		عناوین
۳	رئیس التحریر	دل کی بات ،
۹	ادارہ	ایران کی جیل میں ؟
۱۱	حکیم محمود احمد ظفر	علامہ اقبال اور فتنۂ جمہوریت
۱۸	مصباح الدین	مرزا قادیانی کی اسلام دشمنی
۲۴	سید عطاء المحسن بخاری	"شہر آزر کے ہر بت پہ میرا نام لکھا رکھا ہے" (نظم)
۲۵	عطاء الحق قاسمی	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
۲۷	سید ارشد بخاری	تاریخ ساز دن ۔
۳۴	آیاہندہ	پچاس برس پہلے ... !
۴۰	قمر الحسین قمر	"یہ جگ بیت گیا" (نظم)
۴۱	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	ساغر صدیقی مرحوم ۔
۴۶	خادم حسین شیخ	زباں میری ہے بات اُن کی ۔
۴۹	ظفر اقبال فاروقی	روداد اجتماع یوم امیر شریعتؒ
۵۵	سعید احمد	رواں رہے گا کارواں بخاری کا
۵۷	سید ذوالکفل بخاری	روداد اجتماع مجلس ذکر حسین ملتان
۶۲	حبیب اللہ چیمہ	مجلس ذکر حسین چیچہ وطنی
۶۳	ادارہ	حسن انتقاد (تبصرہ کتب)

دل کی بات

ہمارے پاکستان کی بدقسمتیوں میں سے بہت بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں جو بھی حکمران ہوا وہ ذوقِ حکمرانی کی سج دھج سے تو آیا لیکن شعورِ حکمرانی سے محروم ہی رہا۔

کرسیٔ صدارت کی تمازت وحرارت نے ان لوگوں کو ہمیشہ انگشتِ زیرِ پا کئے رکھا اور یہ لوگ غصّہ، غضب، انتقام بہتان اور الزام و دشنام کو وظیفۂ اقتدار بنائے رہے موجودہ حکومت بھی اسی اتہام و انتقام کی آگ میں جل رہی ہے اور طولِ شبِ وصال کی سرد جنگ جیتنے کیلئے تمام سرکاری وسائل داؤ پر لگا رہی ہے برسرِاقتدار پارٹی کے ذمّہ دار افراد کا لب و لہجہ شائستگی سے محروم اور فکر کا دامن تدبر و حکمت سے خالی ہے ان کے ہاں بھی وحشت و دہشت اور دولتِ دنیا ہی حکومت کے استحکام کے مضبوط ذرائع سمجھے جا رہے ہیں حالانکہ ضیاء مرحوم کے عہدِ اقتدار میں ان کی بولی ٹھولی میں سیّدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ کی حکومتوں کے حوالے ملتے ہیں کہ ہم برسرِاقتدار آئے تو عہدِ فاروقیؓ اور عہدِ علیؓ کی مثالیں قائم کریں گے۔ لیکن صورتحال اس سے قطعاً نہ صرف یہ کہ مختلف ہے بلکہ متضاد ہے سیّدنا عمرؓ اپنے عُمّال و حکام کو خطوط لکھتے تو حکم دیتے کہ :

> تم باریک اور اعلیٰ لباس مت پہنو، اعلیٰ خوراک مت کھاؤ، اعلیٰ سواری پر مت بیٹھو، اپنے دروازے پہ پہریدار مت بٹھاؤ۔ لوگوں کی ضرورتوں اور اپنے مابین حاجب مت رکھو، مسلمانوں کو براہِ راست اپنی ضرورتوں کیلئے ملاقات کا موقع دو۔"

سیّدنا علیؓ نے بھی اسی طرح کے احکام جاری فرمائے۔

لیکن یہاں حالت یہ ہے کہ اپنے پسندیدہ فاسق و فاجر اور مستبد و جابر افراد کو عوام کی بہبود و فلاح کے نام پر پچاس پچاس لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں اور بے حیار برہؔ پی پی پی دندنا رہے ہیں۔ اور اپنے مخالفوں سے وہ سلوک کر رہے ہیں جس کے بانی ہڈسن اور ہٹلر جیسے گبر کافر تھے۔ عبرت اور نوشتۂ دیوار نامی کوئی بات ان پہ اثر انداز نہیں ہوتی حالانکہ ماضی قریب میں شیخ مجیب الرحمان۔ ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل محمد ضیاء الحق شہید کی المناک اموات حکمرانوں میں خشیتِ الٰہی اور اُمّت پہ رحمت و شفقت کے جذبات پیدا کرنے کیلئے کافی و وافی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے :

اِرْحَمُوا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ۔

زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

زمین والے زمین والوں پر رحم نہ کریں تو کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ظلم بھی نہ کریں لیکن وہ پارٹی جس نے معاشی عدل قائم کرنے کی قسمیں کھا کھا کے اقتدار سے متمتع کیا ہے ان کا "رحم و کرم" یہ ہے :

بجلی کے نرخوں میں ۲۵ فیصد اضافہ کر دیا گیا (جنگ ۲۹ اگست)

گھی کی قیمت بھی بڑھا دی گئی، ۵۰ پیسے فی کلو اضافہ کر دیا۔ (جنگ ۳۰ اگست)

گیس اور پانی کے نرخوں میں اضافہ ہوگا، ہر چیز مہنگی ہو جائیگی (نوائے وقت ۳۰ اگست)

سبزیاں، گوشت، چینی، آٹا، چاول، دالیں، کپڑا، پالوش، ان خبروں کے آتے ہی تیسری مرتبہ آسمانِ اسلام آباد پر پرواز میں مصروف ہو گئے ہیں۔ تنخواہوں میں کوئی اضافہ نہیں۔ دوسرے، تیسرے اور چوتھے طبقہ کے ملازمین زندگی کی ضرورتوں کی کفالت سے پہلے ہی عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ ہر ماہ دکاندار ملا کے قرض کھاتے انہیں گھر کا راستہ بدلنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ سرمایہ دار، جاگیردار اور بڑا تاجر ان اعلانات سے اور زیادہ موٹا اور مسرور ہو گیا ہے اس کے نیچے گھی اور سر کڑاہی میں ہے بیرونی قرضوں کا ۵ فیصد بھی اسی کے لئے ہے لیکن وہ مہنگائی قبول کرنے میں ایک فی صد بھی حصّہ دار نہیں بلکہ وہ بیرونی قرضوں کا ۵ فیصد لیکر بھی مزید ۵ فیصد مہنگائی میں اضافہ کرتا ہے اور عام غریب مسلمان ۱۰۰ فیصد مہنگائی کے عفریت کے ہاتھوں جکڑا ہوا ہے۔ بچوں کی تعلیم، علاج معالجہ کی تمام سہولتیں بھی یہی فاسق و فاجر دولت مند لیجاتا ہے اور سوشل سیکورٹی کے تمام ذرائع پر بھی اسی جابر و غاصب کا قبضہ ہے اور انکی اکثریت رافضیوں اور مرزائیوں پر مشتمل ہے جو براہ راست امریکی و برطانوی یہودیوں کے "شاگرد رشید" ہیں۔ پی پی پی والوں کو چاہیئے کہ اچھی یادیں قائم کریں کہ ان کے عقبی سے ہار جانے کے بعد کوئی انہیں اچھے نام سے بھی یاد کرے۔

ضیاء الحق کی برسی

پی پی پی نے تمام ذرائع ابلاغ کو "ضیاء نفرت پروگرام" کی بھٹی میں بے دریغ جھونک دیا ہے اور نفرتوں کے الاؤ جلا رکھے ہیں مگر وہ اس شخص کی نیک یادوں کو نہ جلا سکے جسے آمر آمر کی رٹ لگا کر وہ بھسم کرنا چاہتی ہے۔ ضیاء الحق مرحوم سے تمام تر اختلافات کے باوجود یہ کہنے میں ہمیں کوئی خوف ملامت دامن گیر نہیں کہ وہ فی الواقع "صابر" حکمران تھے اور ایسی جابر جمہوریت کے مقابلہ میں انکی صابر شخصی حکومت بدرجہا بہتر تھی اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اُن کی برسی پر لوگ کشاں کشاں یوں

گئے جیسے وہ ان سب کا اپنا عزیز جاں تھا۔ بلکہ ضیاء الحق ان سب کی متاع عزیز تھا۔ یہ سب ایک سال بعد بھی سوگوار اور گریہ کناں تھے، قرآن پڑھ رہے تھے اور اس کے قاتلوں پر لعنت بھیج رہے تھے آخر ایسا کیوں تھا؟ ہم سمجھتے ہیں انہوں نے ظلم نہیں کیا تھا وہ مظلوم تھے۔

موجودہ حکومت کو بھی ظلم سے ہاتھ روکنا چاہیئے۔ پھر معاشی ظلم تو کفر سے بھی بدتر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان اللہ لا یقیم الدولۃ الظالمۃ وان کانت مومنۃ۔

بے شک اللہ پاک ظالموں کی حکومت قائم نہیں رہنے دیتے اگرچہ وہ حکومت مؤمنہ ہی کیوں نہ ہو۔

پھر ہمارا حکومت تو بنو امیہ اور بنو عباس کی حکومتوں کے مقابلہ میں بھی فاسق و فاجر حکومت ہے۔

شیخوپورہ کا الیکشن

ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کو ایمان کا درجہ دینے والے جمہوریت زادوں اور ان کے ہمنوا مذہبی بہروپیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ وہ شیخوپورہ میں کس بری طرح چاروں شانے چت ہوئے ہیں اگر وہ جمہوریت کے نام پر سیاسی جبر اور معاشی ظلم روا نہ رکھتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ اقتدار پر براجمان ہونے کے باوجود یہ سیٹ ہار جائے۔ اس شکست کے اثرات یوں سمجھ میں آتے ہیں۔

نواز شریف اور گیلانی ملاقات

کہ وزیراعظم نے پارٹی کارکنوں کی شدید گوشمالی کی ہے اور ان کی کارکردگی پر مضبوط گرفت کی ہے جس کے نتیجہ میں وفاقی وزیر قانون مسٹر افتخار گیلانی وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف سے ملاقات کے لئے آ گئے ہیں اللہ کرے کوئی بہتر نتائج برآمد ہوں۔ وفاقی حکومت اگر فضا سازگار کرنے میں مخلص ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاملات سیاست سدھر نہ سکیں۔ اصل مسئلہ تو ملک و قوم کے ساتھ اخلاص کا ہے مگر حادثہ یہ ہے کہ یہ لوگ اقتدار سے مخلص ہیں، ملک و قوم سے نہیں۔ جس کی واضح مثال وزیراعظم کا صدر سے "متکا" ہے۔

صدر اور وزیراعظم کی زور آزمائی

وزیراعظم ایک طرف تو اس بات سے بہت رنجیدہ ہیں کہ وہ ایڈمرل سروہی کے معاملے میں من مانی نہ کر سکیں اور دوسرے وہ اس بات سے بہت افسردہ ہیں کہ یہ خفیہ "عمل" اخبارات اور عوام کی تنقید کی زد میں کیوں آگیا؟ ہمیں اس بات پر بہت ہی حیرت ہے کہ

وزیراعظم نے جب بھی ایسی صورت حال پہ وسیع مفہوم کی گفتگو کرنی ہوتی ہے وہ فارن پریس کو ہی انٹرویو دیتی ہیں۔ اگر یہ مسائل اندرونِ ملک "ڈسکس" کرنے سے انہیں گرانی ہوتی ہے تو پھر ملکی و قومی مسائل کو بیرون ملک لیجانے کا کیا جواز ہے وزیراعظم یہی گفتگو اندرون ملک صحافیوں سے بھی تو کر سکتی ہیں اور اگر وہ چاہتی ہیں کہ "اندر کی بات باہر کی سکرین پر" نہ آئے تو جمہوریت کے اصول "کچھ لو اور کچھ دو" کے تحت صدر غلام اسحٰق سے "اندر ہی اندر معاملات طے کرلیں۔ وہ صدر بھی ہیں اور بے نظیر اور ان کے والد مرحوم کے بزرگ و "محسن" بھی اور اپنے محسنوں کو یوں سرِعام رسوا کرنا اچھی روایت نہیں۔

دولر بیراج

صدر محمد ایوب خان مرحوم، پنڈت جواہر لعل نہرو اور اے بی آئیلف کے دستخطوں سے دریاؤں کے پانی کا ایک معاہدہ ہوا تھا جسے سندھ طاس کا معاہدہ کہا جاتا ہے جس میں یہ طے پایا تھا کہ بھارت دریائے چناب یا جہلم پہ دس ہزار ایکڑ فٹ سے زیادہ پانی جمع نہیں کر سکتا۔ مگر موجودہ حکومت نے اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے ۲۳ لاکھ ایکڑ فٹ پر پانی جمع کرنے کی "نوشیروانی" روایت دھرائی ہے اور دھائی یہ دی جارہی ہے کہ ہم نے بہت سی دوسری شرائط منوا کر ۲ لاکھ ۹۰ ہزار فٹ کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ کی اہم بات یہ ہے کہ اس سارے معاملے میں صدر غلام اسحٰق کو بے تعلق اور بے خبر بھی رکھا گیا ہے (جنگ ۳۰ اگست)

کیا اچھا ہوتا کہ حکمران ان قومی و ملکی مفادات سے بھی قوم کو آگاہ کر دیتے جو اتنی بڑی "قربانی" سے قوم و ملک کو حاصل ہوئے جس سے یہ معلوم ہو جاتا کہ واقعی پی پی پی کی حکومت نے یہ سودا "سستا" کیا ہے لیکن کیا کیا جائے اس آفت کا کہ پاکستان اس سے پہلے بھی اسی قسم کی روایتیں قائم کر چکا ہے ظفراللہ نے گورداس پور اور کشمیر بھارت کو بخشا۔ ایوب خان نے بلوچستان کا بہت بڑا علاقہ ایران کو "ہدیہ نذرانہ" کیا اور موجودہ وزیراعظم کے والد ماجد بھٹو صاحب نے "اُدھر تم اِدھر ہم" کے اعلانِ خود کیساتھ ہی سونار بنگال "بنگالیوں" کے حوالے کیا۔ ضیاء الحق کے دور میں غل ہوا کہ سیاچن کی چوکی بھارت چھین کے لے گیا اور اب ۳ لاکھ ایکڑ فٹ پانی جمع کر کے مرحمتِ خسروانہ؟

اس پہ بھی اعتراض ہوا، قوم چیخی پکاری تو عوامی نیچے کو یہی لوری دی گئی کہ:

"ہم نے گھاٹے کا سودا نہیں کیا ہم نے بہت سی شرائط منوائی ہیں جس سے پاکستان